ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

# بلاسفیمی اور شعائر مقدسہ: ایک تجزیاتی مطالعہ

## Blasphemy and Sacred Symbols, An Analytical Study

**Abdul Basit***
*Lecturer/ Ph. D, Scholar Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Pakistan*
https://orcid.org/0009-0006-8808-2750
**Sayed Alam Jamal Abdussalam Hasham**
*Assistant Proffesor, Department Islamic Studies,*
*The University of Lahore, Pakistan*
https://orcid.org/0000-0002-3031-8402

**ABSTRACT**

*Blasphemy, commonly defined as speech or actions that show irreverence towards sacred entities, holds significant importance in religious and social contexts. Within Islamic jurisprudence, blasphemy is regarded as a grievous offense against the sanctity of faith and the divine symbols of Islam. This crime encompasses acts of defamation against Allah, the Prophet Muhammad ,(ﷺ) or other sacred entities, often leading to spiritual, moral, and societal discord .*

*Islamic law categorizes blasphemy as both a sin and a punishable offense, with strong legal and moral foundations derived from the Quran, Sunnah, and the consensus of Islamic scholars. The Quran explicitly condemns mocking Allah and His Messenger (e.g., Surah At-Tawbah 9:65-66; Surah Al-Ahzab 33:57), while Hadith literature outlines strict consequences for such actions. Prominent Islamic jurists like Ibn Taymiyyah and Qadi Iyad have extensively addressed the gravity of this offense and its implications for individual and communal harmony.*

*Blasphemy laws, as enforced in various Muslim-majority nations, aim to protect religious sentiments and preserve societal peace. However, their application has been a subject of global debate, particularly in modern contexts involving freedom of speech and expression.*

*Corresponding Author: **Abdul Basit** (abdul.basit@ais.uol.edu.pk )

*Challenges include misuse of these laws, interfaith dynamics, and the advent of digital platforms where religious offenses have become more frequent.*

*This abstract explores the theological, legal, and ethical dimensions of blasphemy, highlighting its historical precedents, scriptural basis, and contemporary challenges. The discussion emphasizes the need for a balanced approach that upholds Islamic principles of justice, ensures fairness, and respects the sensitivities of diverse communities in a globalized world.*

**Keywords:** *Blasphemy, technological, significant, Comparative, Freedom*

## بلاس فیمی (Blasphemy) کی تعریف اور شریعت میں اس کا حکم

کسی مذہب کی مقدس شخصیت یا مقدس مقام کی توہین، یا ان کے لیے توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے کو انگریزی میں "Blasphemy" کہا جاتا ہے۔ بلاس فیمی کا مطلب ایسا کلام یا عمل ہے جو مقدس ہستیوں، مذہبی شعائر، یا الٰہی تعلیمات کی توہین، تحقیر، یا استہزاء پر مبنی ہو۔ اسلامی اصطلاح میں، اس کا تعلق اللہ تعالیٰ، انبیائے کرام، مقدس کتابوں، یا دین اسلام کی بنیادی تعلیمات کی اہانت سے ہے۔ اس عمل کو عربی میں "سبّ و شتم" یا "توہینِ مقدسات" کہا جاتا ہے۔

اسلام میں اس عمل کی سختی سے ممانعت ہے، اور حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ایسے افراد کو قرار واقعی سزا دے۔ اگر کوئی مسلمان اسلام کے بارے میں بلاسفیمی کرتا ہے تو یہ عمل اسے مرتد بنا سکتا ہے۔ غیر مسلموں کے مذہب کی توہین پر پابندی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کی مقدس ہستیوں اور مقامات کی تعریف یا تشہیر کی جائے۔[1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾[2]

”اور جن کی یہ اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں، ان کے بارے میں برا مت کہو، ورنہ وہ بے سمجھ ہو کر اللہ کو بھی برا بھلا کہنے لگیں گے۔“

---

[1] (تفسیر الرازي، مفاتیح الغیب 109:13)

[2] (الانعام:108)

یہ ذہین نشین رہے کہ یہ بات بھی اس قول سے متعلق ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: "بیشک تم نے یہ قرآن لوگوں کے ساتھ بحث و مباحثہ اور گفتگو سے جمع کیا ہے۔" اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ بعض مسلمانوں جب یہ بات کافروں سے سنیں تو وہ غصے میں آکر ان کے معبودوں کو برا بھلا کہیں گے، تاکہ وہ ان کی مخالفت کریں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس عمل سے منع کیا، کیونکہ جب تم ان کے معبودوں کو برا کہتے ہو تو وہ غصے میں آکر اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی ایسی باتیں کہہ سکتے ہیں جو مناسب نہیں۔ اس خطرے سے بچنے کے لیے اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔[1]

## توہینِ مقدسات، معنیٰ و مفاہیم

زبان کسی قوم کے اخلاق کا پیمانہ ہوتی ہے۔ انسانی زندگی کی طرح زبان بھی وقت کے ساتھ بدلتی رہتی ہے، کبھی بلند مقام پر ہوتی ہے اور کبھی اخلاقی پستی کا شکار۔ الفاظ، انسان کے اخلاقی عروج و زوال کا آئینہ ہوتے ہیں۔ جس طرح انسان مختلف مراحل سے گزرتا ہے، اسی طرح الفاظ بھی مسلسل بدلتے رہتے ہیں۔

الفاظ اور محاورات معاشرت اور تہذیب کی عکاسی کرتے ہیں، کیونکہ یہ ایک قوم کی تاریخ اور کلچر کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ بہت سے الفاظ اور کہاوتیں معاشرتی اور تہذیبی واقعات کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ قوموں کی ثقافت، معاشرت، تاریخ، رسوم و رواج اور ترقی و زوال انہی الفاظ کے استعمال سے ظاہر ہوتے ہیں۔

برصغیر میں زبان کے اخلاقی زوال میں طبقاتی پس منظر کا اثر بہت نمایاں ہے۔ معاشی مسائل نے مختلف پیشوں کو جنم دیا، اور ان پیشوں نے عوامی رویوں میں نئے الفاظ متعارف کروائے۔ ان الفاظ نے محاورات اور کہاوتوں کی شکل اختیار کرلی، جو اس دور کے معاشرتی حالات کی عکاسی کرتے ہیں۔ امیروں اور حکمرانوں کی خوشامد کے لیے مخصوص الفاظ گھڑے گئے، اور طبقاتی فرق کو ظاہر کرنے کے لیے اردو زبان میں نئے محاورے شامل کیے گئے۔ اس طرح، اونچ نیچ، نفرت اور حقارت جیسے منفی جذبات کو زبان کے ذریعے عام کیا گیا۔

زبان کے زوال کی وجہ بھوک، افلاس، ناداری، جہالت اور طبقاتی فرق جیسے عوامل ہیں۔ معاشی ناہمواری نے غریب اور مجبور لوگوں کو امیروں کے آگے جھکنے پر مجبور کیا۔ کئی محاورات اور الفاظ اسی ماحول کی عکاسی کرتے ہیں، جہاں کمزور افراد اپنی بے بسی اور غصے کا اظہار الفاظ کے ذریعے کرتے تھے۔

---

[1] ۔ (رد المختار3:239)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

مثال کے طور پر:

"بارک اللہ" جس کا مطلب اللہ کی برکت ہے، کو بعض اوقات طنز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

"بسم اللہ ہی غلط" سے مراد ہے کہ شروع سے ہی سب کچھ غلط ہو گیا۔

"جنم جنم کا ساتھ" وفاداری کے لیے استعمال ہوتا ہے، لیکن اس کے الفاظ ایک غیر اسلامی نظریہ، آواگون، کی عکاسی کرتے ہیں۔

"حکمتی" ایک چالاک یا مکار شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے، جبکہ "حکمت" قرآن میں خیر کا خزانہ کہا گیا ہے۔

مقدس لفظ حکمت کی توہین ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿مَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾

"جسے حکمت ملی، اسے بہت بڑی خیر سے نوازا گیا۔"

"خدمتی" کا مطلب نوکر یا چاکر ہے، لیکن اسلام میں خدمت کرنا عظمت کی نشانی ہے۔

سَيّدُ القَومِ خَادِمُهُم

"قوم کا سردار در در اصل اپنی ملت کا خادم ہوتا ہے۔"

اس طرح کے کئی محاورات اور الفاظ جو پہلے کسی مقدس یا مثبت معنوں میں استعمال ہوتے تھے، ان کے معنی کو بگاڑ کر معاشرتی زوال کی عکاسی کی گئی ہے۔

محاورات میں بعض اوقات ایسے الفاظ اور تراکیب استعمال کی جاتی ہیں جو غیر اسلامی عقائد کی عکاسی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر "آواگون" ایک ہندو عقیدہ ہے جس میں روح کا بار بار جنم لینا شامل ہے، اسے "تناسخ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کے موت و حیات اور آخرت کے نظریے کے خلاف ہے۔ اردو زبان میں بعض محاورے اس مشرکانہ عقیدے کو فروغ دیتے ہیں، حالانکہ عام لوگ اس کو سمجھ نہیں پاتے۔

"داڑھی نوچ ڈالنا" کا محاورہ کسی کو ذلیل اور رسوا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ داڑھی، جو اسلام میں عزت و ایمان کی علامت ہے، کو اس طرح کے توہین آمیز انداز میں پیش کرنا معاشرتی اخلاقی زوال کی نشانی ہے۔

اسی طرح "رِیشِ قاضی" (قاضی کی داڑھی) اور "رِیشِ بابا" (بابا کی داڑھی) جیسے محاورے شراب اور دیگر ناپسندیدہ چیزوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جو اسلامی شعائر کی بے حرمتی ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

"شیخ چلّی" اور دیگر محاورات میں "شیخ" جیسے عزت واحترام والے لفظ کو مذاق، بے وقوفی اور غرور جیسی منفی چیزوں سے جوڑا گیا ہے۔ یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ بعض معاشروں میں عقلی اور دینی زوال کے باعث مقدس الفاظ کی اہمیت کو ختم کر کے انہیں توہین آمیز معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

"صَفّاً صَفّا" کا مطلب ہے کہ کوئی چیز بالکل ختم ہو جائے، تباہ وبرباد ہو جائے یا ویران ہو جائے۔ "صَفّاً صَفّا" قرآن کی ایک آیت کا حصہ ہے، ﴿ وَجَاء رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفّاً صَفّاً ﴾ "جب تمہارا رب جلوہ افروز ہو گا تو فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہوں گے۔" جس میں اس کا مطلب ہے کہ فرشتے صف در صف منظم طریقے سے کھڑے ہوں گے۔ لیکن محاورے میں اس کے بالکل الٹ معنی دیے گئے ہیں، یعنی ویران اور نیست و نابود کرنا۔ یہ ایک طرح سے قرآنی الفاظ کا مذاق اڑانے اور اسلام کے نظم وضبط کے اصولوں کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔

اسی طرح "صلوات سنانا" کا مطلب ہے کسی کو گالیاں دینا یا بُرا بھلا کہنا۔ جبکہ لفظ صلوات جمع ہے صلاۃ کی، جس کا معنی ہے رحمتیں، نماز اور برکتیں۔ اور قرآن میں کئی ایک مقامات پر وارد ہے۔

علیک سلیک" سے مراد ہے سطحی یا محض رسمی ملاقات۔ "السلام علیکم"، جو اسلام کا ایک اہم پیغام ہے اور لوگوں کے درمیان محبت اور خلوص بڑھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے، اسے بھی بگاڑ کر بے معنی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ تو کچھ مثالیں تھیں، لیکن ہمارے معاشرے میں ایسی بہت سی دیگر مثالیں بھی موجود ہیں جن میں مذہبی احترام کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اور ہم نادانی میں انہیں روزمرہ گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔ اس باب میں وضاحت کی جائے گی کہ توہین کیا ہوتی ہے، کن مواقع پر اور کس طرح یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے، اور اگر الفاظ میں کسی کی توہین ہو تو اس پر توہین کا الزام کیسے لگتا ہے۔

## 4.2.2 توہین

کسی لفظ یا اظہار کو توہین آمیز (Pejorative) تب سمجھا جاتا ہے جب اسے کسی شخص یا چیز کے بارے میں منفی یا بدتمیز انداز میں استعمال کیا جائے۔ یہ الفاظ اکثر تنقید، نفرت یا بے ادبی ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ بعض اوقات، ایک لفظ یا اصطلاح کسی خاص نسل یا سماجی گروہ کے لیے توہین آمیز ہو سکتی ہے، لیکن دوسرے گروہوں کے لیے شاید اس کا مطلب توہین آمیز نہ ہو۔

تَوہین

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

tauhiin•तौहीन

اصل: عربی

اشتقاق: وَھَنَ، اہانت، بے عزتی، ذلّت، حِقارت

insult, disgrace, contempt, defamation, libel, dishonour

مثال:

پلکوں کی حد کو توڑ کے دامن پہ آگرا

اک اشک میرے صبر کی توہین کر گیا

تَوہین کے مرکب الفاظ

باعِثِ تَوہین، تَوہِینِ اِطاعَت، تَوہین آمیز، تَوہِینِ عَدالَت، تَوہِینِ عِشْق

**باعِثِ تَوہِین**: reason of humiliation, insult

**تَوہِینِ عَدالَت**: یہ ایک قانونی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے کسی ایسا لفظ یا عمل کرنا جس سے عدالت کی توہین ہو، یعنی عدالت کی بے عزتی یا اس کا مقام کم کرنے کی کوشش کرنا۔

**اِہانَت آمیز**: اس کا مطلب ہے وہ بات یا رویہ جس سے کسی کی تذلیل یا ذلت ہو، یعنی ایسا عمل جو دوسرے کی عزت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ (ریختہ، اردو ڈکشنری، نیو دہلی، انڈیا)

جملہ میں استعمال کیسے کیا گیا ہے چند مثالیں:

Not that I have received apologies for this degrading treatment.

"ایسا نہیں ہے کہ میں نے اس توہین آمیز سلوک کے لیے معذرت کی ہے۔"

It was heard that he unexpectedly appeared in her bedroom and insulted the bride.

"سنا گیا ہے کہ وہ اچانک اس کے سونے کے کمرے میں آیا اور دلہن کی توہین کی۔"

Would everyone please stop insulting each other?

"کیا سب ایک دوسرے کی توہین کرنا چھوڑ دیں گے؟"

ہماری موجودہ دنیا میں الفاظ کی توہین عام ہو چکی ہے۔ کنفیوشس نے کہا تھا کہ اگر مجھے زندگی میں صرف ایک کام کرنے کا موقع

ملے تو وہ الفاظ کے معنی کو واضح کرنا ہوگا۔ یہ اس لیے ضروری ہے تاکہ الفاظ کا غلط استعمال نہ ہو، اور ان کے معنی کو بگاڑا نہ جائے۔ الفاظ کے صحیح معنی واضح کرنا اس لیے بھی اہم ہے تاکہ زندگی میں کوئی ابہام پیدا نہ ہو، اور ہم یقین کے ساتھ اپنی بات چیت کر سکیں۔ اگر الفاظ کی توہین ہوتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ زندگی کی توہین ہو رہی ہے، کیونکہ الفاظ ہی ہمارے خیالات اور احساسات کو بیان کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے، آج کا دور الفاظ کی توہین کا دور بن چکا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اور زندگی کی بھی توہین ہو رہی ہے۔ لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ الفاظ کی توہین مذہب کی توہین کیسے بنتی ہے۔ یہ سمجھنے کے لیے ہمیں مزید غور کرنا ہوگا۔

## توہین اور گستاخی کی تعریف

اہانت اور توہین کا مادہ "ہون" ہے جس کا لغوی مطلب ہوتا ہے کسی چیز کا ہلکا یا کمزور ہونا۔ اسی سے لفظ "ھین" (بتشدید الیاء المکسورۃ) بنا ہے جو قرآن پاک میں بھی استعمال ہوا ہے۔ قال ربک ھو علی ھین۔ یعنی یہ میرے لیے زرا سی یا معمولی بات ہے۔ اسی مادے کو جب باب افعال پر لے جا کر اہانت یا توہین کا صیغہ بنایا گیا تو مطلب بن گیا "کسی چیز کو ہلکا یا کمزور کرنے کی کوشش کرنا۔"

پس توہین کا لغوی معنی ہوا:

"کسی چیز کو ہلکا یا کمزور کرنے کی کوشش کرنا قطع نظر اس بات کہ کسی کے ہلکے یا کمزور کرنے سے وہ چیز کمزور ہو سکے یا نا ہو سکے۔"

توہین یا اہانت کا لفظ جب رسالت مآب ﷺ یا قرآن پاک یا دینی مقدسات کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ گویا کسی نے اپنے تئیں ان مقدسات کو ہلکا یا کمزور کرنے یا ان کے ادب واحترام کو کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اردو میں اس کا متبادل لفظ "گستاخ" بولا جاتا ہے۔

امام ابن تیمیہ توہین کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے رسول ﷺ کو لعنت کرنا (نعوذ باللہ)، ان کے لیے مشکلات کی دعا کرنا، یا ان کی طرف ایسی چیزیں منسوب کرنا جو ان کی شان کے خلاف ہوں، یا توہین آمیز، جھوٹے اور نامناسب الفاظ استعمال کرنا، یا ان سے جہالت منسوب کرنا، یا ان پر کسی انسانی کمزوری کا الزام لگانا وغیرہ۔ (امام ابن تیمیہ، الصارم المسلول علي شاتم الرسول، ص526)

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اردو محاورے میں "گستاخی" کا لفظ خاصا وسیع دائرہ رکھتا ہے جس میں یہ بے ادبی، بے اکرامی سے لے کر تذلیل و توہین بلکہ سب و شتم تک کے تمام مراحل کو سموئے ہوئے ہے۔ جبکہ اسلامی فقہی اصطلاح میں توہین اور سب (گالی) کا اطلاق ایسی تحقیر پر ہوتا ہے جو موجب اہانت و تذلیل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سوئے ادبی یا احترام میں کوتاہی پر تنبیہ تو ہوتی ہے مگر کوئی تعزیر نہیں کی جاتی۔ جب کہ شرعی یا فقہی اصطلاح میں واقع ہونے والی توہین ایک باقاعدہ جرم ہے جس کی سزا مقرر کی گئی ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

یہاں توہین کے مسئلے پر فقہی گفتگو سے قبل کچھ کلامی بحث بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کیونکہ بد قسمتی سے اب اہل اسلام خود اپنے مذہب اور اس کی فکری بنیادوں سے اس قدر ناواقف ہو چکے ہیں کہ انہیں اپنی ہی مذہبی تعلیمات اور احکامات پر اشکال رہتا ہے۔ یہاں اس توہین کے مسئلے سے جڑے دو اہم مغالطے پیش خدمت ہیں۔

**پہلا مغالطہ:**

پہلا فکری مغالطہ ملاحدہ کا پیدا کردہ ہے کہ مذہب یا مذہبی مقدسات کی توہین درحقیقت ایک واہمہ ہے کیونکہ ہر مذہب کے ماننے والے دوسرے مذہب کے پیروکاروں کو غلط ہی سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت میں یقیناً ہر مذہب دوسروں کے مقدسات کو ہرگز وہ احترام نہیں دے سکتا جو اس مذہب کے پیروکار اپنا استحقاق سمجھتے ہیں۔

سو اس مغالطے کے جواب میں عرض ہے کہ کسی مذہب کا دیگر مذہب کے پیروکاروں سے اپنے مقدسات کیلئے اپنے پیروکاروں جیسا احترام مانگنا تو درست نہیں ہے لیکن اتنا استحقاق ہر مذہب رکھتا ہے کہ اس کے مقدسات کی ایسی کھلی توہین اور تذلیل نا کی جائے جو اس مذہب کے ماننے والوں کو تکلیف دے۔

مثال کے طور پر اہل اسلام کے پیغمبر علیہ السلام یا ہمارے قرآن پاک کا باقی دنیا کے ماننے والے اگر ویسا احترام نہیں کرسکتے جیسا ہم اہل ایمان خود کرتے ہیں تو ہم ان سے اتنا مطالبہ ضرور کرسکتے ہیں کہ ہمارے مذہبی مقدسات بارے ایسی نازیبا حرکات یا گفتگو وغیرہ سے گریز کیا جائے جو ہمارے دلوں کو دکھانے کا باعث بنے۔ یہ احترام باہمی کا لازمی تقاضا ہے۔

البتہ یہاں یہ نکتہ ملحوظ رہے کہ کوئی مذہب اپنے معتقدات ہی میں کسی دوسرے مذہب کی کچھ چیزوں بارے اپنے مخصوص عقائد یا نظریات رکھتا ہو، تو اس بناء پر دوسرے مذہب والوں پر توہین یا گستاخی کا الزام درست نہیں ہو گا۔

جیسا کہ اہل ایمان بتوں کو بے جان مٹی کے لاشے کا اعتقاد رکھتے ہیں تو یہ ہرگز بتوں کی توہین نہیں ہے بلکہ یہ خود مسلمانوں کا مذہبی اعتقاد ہے جس سے انہیں دست بردار کرنا ظلم ہو گا۔

**دوسرا مغالطہ:**

توہین اور گستاخی کے بارے میں ایک دوسرا مغالطہ خود ناسمجھ مسلمانوں کے ہاں بھی پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ توہین یا گستاخی پر سزا دینا یہ دراصل خدا کا منصب ہے، نا کہ کسی انسان کا۔ اسی بات کو گاہے یوں بھی کہا جاتا ہے کہ مذہبی مقدسات کی توہین پر سزا دراصل "خدائی پروگرام میں مداخلت" ہے۔

ہمارے بہت سے متجددین اور مصلحین یہ رائے رکھتے ہیں کہ مذہبی مقدسات کی کسی قسم کی توہین پر دنیا میں کوئی سزا نہیں دی جا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

سکتی۔ کیونکہ قرآن پاک میں انسانوں کو واضح طور پر اختیار دیا گیا ہے کہ من شاء فليومن ومن شاء فليكفر۔ اسی طرح متعدد آیات سے معلوم ہوتا کہ قیامت کی صبح تلک لوگوں میں اختلاف رائے باقی رہے گا(ولا يزالون مختلفين) اور ہر مذہب / دھرم کے ماننے والوں کا فیصلہ بروز قیامت ہی ہو گا۔

چنانچہ ان حضرات کا خیال ہے کہ مذہب اور اس کے متعلقات بابت دنیا میں جو شخص جو بھی کچھ کہنا چاہے، کہہ سکتا ہے اس پر کوئی قدغن نہیں بنتی۔ خاص کر جب وہ غیر مسلم ہو اور مسلمانوں کے مذہبی مقدسات بارے کوئی نازیبا بات کہے تو اس طبقے کے خیال میں اہل ایمان کو ایسی توہین سے صرف نظر کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کرنا چاہیے۔

اس فکری مغالطے میں دراصل قرآن پاک کی ان آیات کو غلط طور پر سمجھا گیا ہے جو قیامت سے متعلق ہیں۔ قرآن پاک میں روز قیامت کو یوم الدین یعنی بدلے یا سزا جزا کا دن کہا گیا ہے جس دن ہر جھگڑے کا حقیقی نبیڑا ہو گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دنیا میں ہم آپس میں معاملات طے کرنے چھوڑ دیں اور یوں کار دنیا کو انتشار اور تباہی سے دوچار کر دیں۔

یہ بلکل اسی قسم کا فہم ہے کہ چونکہ ہم سب کو ایک دن مر ہی جانا ہے "کل نفس ذائقة الموت" پس اس دنیا میں جی کر اور شادی بیاہ یا دیگر معاملات کر کے کیا کرنا ہے۔ جس طرح ہمیں مرنے کا یقین ہونے بلکہ دلانے کے باوجود شادی بیان اور دیگر تمام معاملات کو سرانجام دینے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح ہمیں اپنے تنازعات اور جھگڑوں کا بھی ہر ممکن حد تک تدارک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے باوجود جب ان جھگڑوں میں کوئی کمی بیشی رہ جائے گی تو اس کا پورا تول "بدلے کے دن" ہی ہو گا۔

## شریعت میں حکم:

اسلامی شریعت میں بلاس فیمی کو ایک سنگین گناہ اور جرم قرار دیا گیا ہے، اور اس کے احکام درج ذیل ہیں:

1. قرآن کی روشنی میں:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو اللہ، رسول، یا دینی شعائر کی توہین کرتے ہیں:

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَ آيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾[1]

اور اگر ان سے پوچھو تو وہ کہیں گے: ہم تو صرف ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ کہہ دو: کیا تم اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کر رہے تھے؟ معذرت نہ کرو، تم ایمان لانے کے بعد کفر کر چکے ہو۔

---

[1] ۔ (التوبہ:65-66)

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب سے اسلام کی عالمگیر تعلیمات نازل ہوئی ہیں، اسی وقت سے اہریمنی طاقتوں کی جانب سے ان کے خلاف کارروائیاں شروع ہو گئیں۔ اسلامی مقدسات کا مذاق اڑانا اور ان کی توہین کرنا بھی تب سے ہے اور تاحال جاری ہے۔ مقدسات کی توہین کے واقعات کی بھرمار تاریخ کے صفحات میں موجود ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾[1]

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پچھلی صدیوں میں اس توہین یا کسی معتبر شخصیت کے مذاق کو بیان کرنے کی وجہ اسلامی شخصیات اور مقدسات کی قدر و منزلت سے اقوام کی ناآگاہی کو قرار دیا جا سکتا ہے، لیکن اس دور میں، جہاں ایک منٹ کے ہزارویں حصے میں اربوں معلومات برقی لہروں کے ذریعے منتقل ہو جاتی ہیں، کیا یہ ممکن ہے کہ کسی مذہب کے مقدسات کی بے حرمتی کے بعد یہ عذر پیش کیا جائے کہ ہمیں اس عمل کا علم نہیں تھا کہ اس سے کسی کی دل آزاری ہو سکتی ہے؟ موجودہ دور میں جدید ذرائع ابلاغ کی ترقی کے باوجود کیا یہ ممکن ہے کہ کسی مذہب یا فرقے کے ماننے والوں کے جذبات مجروح کرنے والا کوئی اقدام انجانے میں کیا جائے؟ جب الیکٹرانک میڈیا اور جدید ذرائع نے دنیا کو ایک چھوٹے گاؤں میں بدل دیا ہے، تو یہ امکان کم ہو جاتا ہے کہ کوئی شخص اسلام کی عظیم کتاب یا شخصیت کی توہین کرے اور اسے علم ہی نہ کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

## حدیث کی روشنی میں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَن سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوهُ، وَمَن سَبَّ أَصْحَابِي فَاضْرِبُوهُ."[2]

"جس نے کسی نبی کی توہین کی، اسے قتل کر دو، اور جس نے میرے صحابہ کو گالی دی، اسے سزا دو۔

"لا يحِلُّ دمُ امرِئٍ مُسلِمٍ إلا بإحدى ثلاث: الكفرُ بعدَ الإيمانِ، والزِّنا بعدَ الإحصانِ، والقَتلُ بغيرِ حقٍّ."[3]

"کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں سوائے تین صورتوں کے: ایمان کے بعد کفر، شادی کے بعد زنا، اور ناحق قتل۔"

[1] (الاحزاب:57)

[2] (سنن الدارقطني، کتاب الحدود، حدیث:3905)

[3] (سنن النسائی، کتاب تحریم الدم، حدیث:4017)

## اجماعِ امت:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

"مَن سَبَّ اللَّهَ أَوْ سَبَّ رَسُولَهُ فَهُوَ كَافِرٌ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا، وَيَجِبُ قَتْلُهُ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ."[1]

"جس نے اللہ یا اس کے رسول کی توہین کی، وہ ظاہری اور باطنی طور پر کافر ہے، اور مسلمانوں کے اجماع کے مطابق اس کا قتل واجب ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَن سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ قُتِلَ وَلَمْ تُقْبَلْ تَوْبَتُهُ."[2]

"جس نے نبی ﷺ کی توہین کی، اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں ہو گی۔"

## فقہی آراء:

### فقہ حنفی:

علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

"وَإِذَا شَتَمَ الرَّسُولَ ﷺ يُقْتَلُ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ."[3]

"اگر کوئی رسول ﷺ کی توہین کرے، تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں ہو گی۔"

فقہ مالکی:

قاضی عیاض لکھتے ہیں:

"أجمع العلماءُ على قتلِ مَن سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ."[4]

"علماء کا اجماع ہے کہ جس نے نبی ﷺ کی توہین کی، اسے قتل کر دیا جائے۔"

یقیناً آج کے ترقی یافتہ دور میں، جب کوئی شخص کسی معروف شخصیت کے بارے میں کچھ کہتا ہے یا لکھتا ہے، تو وہ اچھی طرح جانتا

---

1 ۔ (الصارم المسلول علی شاتم الرسول، ص:3)

2 ۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، قاضي عياض، 2/204)

3 ۔ (بدائع الصنائع، 7/177)

4 ۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، 2/217)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

ہے کہ اس شخصیت کی کیا خصوصیات ہیں اور دینی نظریات کی روشنی میں اس کا مقام کیا ہے۔[1]

## توہینِ مقدسات کی مختلف شکلیں

ہر مذہب میں مخصوص عقائد اور مقدسات ہوتے ہیں۔ مسلمان اپنے دین کی مقدسات کا احترام کرتے ہیں، جبکہ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات کو مقدس سمجھتے ہیں، عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کی عزت کرتے ہیں، ہندو اپنی کتابوں اور گائے کی اہمیت دیتے ہیں، اور سکھ گورونانک کو مقدس مانتے ہیں۔ لہذا، مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان امن برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کی مقدسات کی توہین سے گریز کریں۔

قرآن میں بھی مسلمانوں کو مشرکین کے معبودوں کی توہین سے منع کیا گیا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں ناپسندیدہ باتیں نہ کہیں۔ حالیہ دنوں میں مقدسات کی توہین کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے، جس کے نتیجے میں فسادات اور عالمی امن کو خطرات لاحق ہو رہے ہیں۔

مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ایسی صورت حال پیدا نہ کریں جس سے غیر مسلموں کو مقدسات کی توہین کا موقع ملے۔ اسی طرح، پاکستان میں اقلیتی برادری کو بھی مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرنا چاہیے اور آزادی اظہار رائے کے نام پر مذہبی مقدسات کی توہین سے بچنا چاہیے۔ بین الاقوامی کمیونٹی کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے اقدامات سے پرہیز کرے جو دو ارب سے زائد مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کریں۔

## مذہبی مقدسات کی توہین اور گستاخی کے مسئلے سے جڑے چند اہم پہلو

اس وقت سوشل میڈیا پر مذہبی مقدسات قرآن پاک اور پیغمبر اسلام ﷺ اور دیگر اسلامی شعائر کے حوالے سے بے احتیاطی پر مبنی گفتگو کے مسئلے کو لے کر ہر طرف بھانت بھانت کی بولیاں ہیں جن میں ملحدین، متجددین اور دین بیزار طبقات سے لے کر ٹھیٹھ مذہبی اور فرقہ پرست مولویان تک ہر شخص اپنا چورن بیچ رہا ہے۔ ہمارے ہاں کا سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہم کسی بھی ایشو کو لے کر صرف اور صرف اپنے من پسند رخ پر بات کرنے کو اہم سمجھتے ہیں۔ مسئلہ عورت مارچ کا ہو یا توہین مذہب کے کسی کیس کا۔۔۔ آپ آنکھیں بند کرکے بتلا سکتے ہیں کہ فلاں مسئلے پر ہمارے دانشوروں سے لے کر مخصوص مذہبی علماء کی اکثریت تک کا موقف کیا ہوگا؟

---

[1] ۔ (دکتور، عبدالحمید، اقوام عالم، مکتبہ جالیات، نیودھلی، انڈیا، 2015ء)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

بد قسمتی سے یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم من حیث القوم ہر مسئلے کو اپنی مخصوص قومی، لسانی، مسلکی یا سیاسی عینک سے دیکھنے کے خواہاں رہتے ہیں اور اس میں بھی ڈنڈی مارتے ہوئے اپنی بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ کہیں اس مسئلے کے وہ پہلو بھی زیر بحث نا آجائیں جو ہمیں پسند نہیں ہیں۔ یوں عوام و خواص کی اکثریت صرف اپنی مرضی کا سچ سننا اور دیکھنا چاہتی ہے اور اس کے سوا کسی دیگر پہلو کو سننے سمجھنے کیلیئے ہرگز آمادہ نہیں ہوتی۔

سچی بات یہ ہے کہ سچ کے ساتھ سب سے بڑا ظلم اسے ادھوری حالت میں پیش کرنا ہے اور کڑوا سچ یہ ہے کہ ہماری قوم اس بیماری کا نہایت بری طرح سے شکار ہو چکی ہے۔ ہمارے دیسی ملحدین کبھی نہیں چاہتے کہ مسئلہ گستاخی یا توہین پر ایسی مناسب اور معقول تدابیر اختیار کی جائیں جس کے بعد ایک مسلم اکثریتی ملک میں ان کے مذہبی مقدسات کی توہین کر کے ملک میں انتشار اور انارکی کو ہوا دینے والے حقیقی شر پسندوں کو لگام ڈالی جا سکے۔

ہمارے متجددین بھی ہر ایسے مسئلہ میں آنکھیں بند کر کے ہر جری سے جری گستاخ کے دفاع اور اس بارے روایت پسند طبقات کو مطعون کرنے پر اتر آتے ہیں۔ یہ لوگ اس دوران یہ دیکھنے کا تکلف کبھی نہیں کرتے کہ سنجیدہ اہل علم حضرات نے کبھی بھی ایسی جنونیت کی حمایت نہیں کی جس کی تائید کا الزام یہ ان پر دھرتے ہیں۔

تیسری جانب خیر سے ہمارے فرقہ پرست مذہبی علماء کی اکثریت ہے جو اپنے مسلکی تعصبات کی عینک خواب میں بھی نہیں اتارتی بلکہ یہ لوگ تو دوسروں کے خوابوں پر بھی اپنی فرقہ وارانہ سوچ کے تحت فتوے لگانے سے باز نہیں آتے۔

رحمت للعالمین ﷺ کے ماننے والے ان کم ظرفوں کے ظرف کا عالم یہ ہے کہ اسی رحمت دو عالم ﷺ کے نام پر ان کے ماننے والوں پر ہر طرح کی دشنام اور گالی کو روا رکھتے ہوئے اس کا گلہ گھونٹنے کے درپے رہتے ہیں۔ ان بد نصیبوں کی زندگی کا کل مشن یہی ہے کہ رب العالمین کے اس دین مبین کو، جسے کائنات کے ہر انسان تک پہنچانا اس امت کا فریضہ قرار دیا گیا تھا، یہ اسی دین کے ماننے والے اپنے ہر مخالف مسلک کے ہر مولوی اور عالم کو ہر ممکن طریقے سے رسوا کرنے کے درپے رہتے ہیں۔

ان کا بس نہیں چلتا کہ جس جس طریقے سے ممکن ہو، اپنے ہر مسلکی حریف کو نبی کریم ﷺ اور دیگر مقدس ہستیوں کا گستاخ باور کروایا جائے اور یوں اپنے عقیدے اور مسلک سے اختلاف رکھنے والے ہر فرد کو اخروی جہنمی قرار دینے کے بعد اس کی دنیا کو بھی اسی جہنم کا نمونہ بنا دیا جائے۔

ہم اس مقالہ میں ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ اس مسئلے سے جڑے ان چند حقائق کو سمجھنے کی کوشش کریں گے جنہیں مکمل طور پر سمجھے اور ڈسکس کیے بنا یہ ہر دوسرے دن پیدا ہونے والا گستاخی اور توہین کا مسئلہ قیامت کی صبح تک حل نہیں ہو پائے گا۔ اس

مسئلہ میں اگر ریاستی سطح پر کوئی اصلاحات کرنی ہیں تو وہ کن پوائنٹس کو مد نظر رکھ کر کی جانی چاہیں۔؟ یہ الگ بات ہے کہ ریاستی مقتدرہ اس کام کیلئے ایک فیصد بھی سنجیدہ دکھائی نہیں دیتی۔

ریاستی مقتدرہ سے ہٹ کر بات کریں تو پرائیویٹ سطح پر ملک کے تمام مکاتب فکر کے سنجیدہ اہل علم حضرات اس حوالے سے باہمی گفت وشنید کو آگے بڑھا سکتے ہیں جس سے یہ امید باندھی جاسکتی ہے کہ یہ مسئلہ بہت حد تک قابو میں لایا جاسکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بد قسمتی سے اس بات کا امکان بھی ریاستی مقتدرہ کی سنجیدگی جتنا ہی دکھلائی دیتا ہے۔

## مذہبی مقدسات کے حوالے سے ملحدین کی سوچ اور طرز عمل

الحاد بمعنی دہریت بنیادی طور پر کسی بھی مذہب اور اس کی مذہبی تعبیرات / مقدسات سے انکاری ہوتا ہے کہ جب وہ اس کائنات کو کسی بھی بالاتر، مافوق الحواس یا ان دیکھی ہستی کی پیدا کردہ مخلوق تصور نہیں کرتا تو پھر مذہبی شخصیات اور متون مذہب الحاد کے مقلدین کیلئے کسی قسم کی تقدیس نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ گستاخیاں اور توہین مقدسات کے واقعات خود اسی طبقہ کی جانب سے پیش آتے ہیں۔

اس حوالے سے مشاہدہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ اور منظم طور پر توہین مذہب کے واقعات اسی پڑھے لکھے مغرب میں پیش آتے ہیں جس کی بھونڈی نقالی کی جگالی کرتے ہمارے دیسی لبرلز وہاں کی اخلاقیات اور انسان دوستی کے بھاشن دیتے رہتے ہیں۔ حالانکہ سبھی جانتے ہیں کہ ڈنمارک، اٹلی، فرانس اور جرمنی سے لے کر ہالینڈ انگلینڈ بلکہ امریکہ تک تقریبا سبھی ممالک نے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ اسلامی مقدسات کی توہین کا مذموم سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور وقتاً فوقتاً اس حوالے سے یہ لوگ مختلف مذموم پروگرامز بناتے رہتے ہیں۔

ملاحدہ اور سیکولر طبقات بظاہر انسان دوستی اور ہر شخص کے عقیدے اور رائے کی آزادی اور اس کے احترام کے دعوے دار بنتے ہیں اور دنیا بھر کی مختلف علاقائی رسوم ورواجات اور ثقافتوں کے سب سے بڑے محافظ بنتے ہیں۔ اس سلسلے میں بی بی سی اور عالمی چینلز چن چن کر ایسے علاقوں کے رسم ورواج پر ویڈیوز بناتے ہیں جن کے معدوم ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ریاستوں اور ممالک پر زور دیا جاتا ہے کہ وہ ان مٹتی ہوئی تہذیبوں اور رسوم ورواجات کو بچائیں کہ یہ دنیا کا حسن ہے۔ مگر جونہی کسی چیز کے ساتھ مذہب جڑ جاتا ہے، اس چیز کیلئے یہ لبرلز لوگ اپنی تمام عقل و دانش کو خدا حافظ کہہ کر اس کی مخالفت پر تل جاتے ہیں۔ اب یہاں کسی عقیدے کا احترام باقی نہیں رہتا۔ برقعہ کی مثال لے لیجیے کہ اسلامی تمدن سے جڑی اس روایت پر کسی ملحد یا لبرل کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟

دنیا بھر کو پر امن بقائے باہمی کی دعوت دیتے ہمارے یہ تیسرے درجے کے ملحد دانشور یہ امر یکسر فراموش کر جاتے ہیں کہ اگر وہ اس دنیا کو پر امن طریقے سے چلانے کے خواہاں ہیں تو انہیں لوگوں کے مذہبی مقدسات اور نظریات کا بھی احترام کرنا پڑے گا۔ مسلمانوں کی ڈاڑھی پگڑی اور برقعہ کسی لبرل یا ملحد کا مسئلہ نہیں ہونا چاہیے تاوقتیکہ کوئی مسلمان اسے بھی ان پر تھوپنے کی کوشش کرے۔

یہاں ہوتا یہ ہے کہ مسلمانوں کے شعائر اور مذہبی مقدسات کی توہین ہمارے نام نہاد لبرلز اور ملحدین کا من بھاتا موضوع ہے۔ سوال اٹھانے کے نام پر یہ دین اسلام کی بنیادی تعلیمات اور مقدس شخصیات کا سرعام تمسخر اڑاتے ہیں۔ ہمارے تہواروں سے لے کر ہمارے لباس وضع قطع اور تمدن تک ہر چیز کا مذاق اڑانے والے ملحدین اگر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بے ہودہ گوئی ان کا حق ہے تو اسے ہر گز قبول نہیں کیا جاسکتا۔

آزادی اظہار رائے کا بھی کوئی ڈھنگ اور مناسب پلیٹ فارم ہوتا ہے، یہ نہیں کہ آپ بیچ چوراہے شور شرابا کرتے ہوئے لوگوں کی زندگیوں کو اجیرن بنائیں۔ اور پھر اس آزادی کی بھی آخری حد یہ ہے کہ آپ کسی مذہب اور ان کے مقدسات کی توہین سے کوسوں دور رہ کر اپنا مدعا پیش کریں۔

یوں ایک طرح سے دیکھا جائے تو ملکی سطح سے لے کر اوپر بین الاقوامی سطح تک ملاحدہ اور سیکولر طبقات کی منظم مذہب دشمنی بلکہ درست تر الفاظ میں اسلام دشمنی اور اس کی تحقیر و توہین کی مسلسل کاوشیں مسلم سوسائٹی اور مسلمانوں کو اس حوالے سے چارج کرنے کا ایک اہم حصہ ہیں جس کا انکار کسی صورت نہیں کیا جاسکتا۔

چنانچہ یہاں اس حوالے سے جو پہلا اور بنیادی پوائنٹ طے پاتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں سمیت ہر مذہب کے مذہبی مقدسات کا احترام کیا جائے اور اس حوالے سے کی گئی درست قانون سازی کو مذہبی جنونیت یا شدت پسندی کی بجائے عقیدے کے احترام کے مسلمہ اور منطقی اصول کا انطباق سمجھا جائے۔

ملحدین کے بعد اس مسئلے سے جڑا دوسرا اہم طبقہ متجددین اور مولوی بیزار طبقات کا ہے۔ ان حضرات کی نگاہ میں گستاخی اور توہین نامی کوئی چڑیا دنیا میں کہیں وجود ہی نہیں رکھتی۔ چنانچہ عملی طور پر متجددین حضرات گستاخی اور توہین سے جڑے ہر معاملے پر اکثر و بیشتر ملحدین کے کیمپ میں ہی موجود دکھلائی دیتے ہیں۔ یہ لوگ روایتی طبقات اور مولویوں سے اسی قدر نالاں رہتے ہیں جتنا کہ ملحدین ان سے نفرت کرتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ملحد اس سارے فتنہ و فساد کی بنیاد خود مذہب کو قرار دیتا ہے (جس کی وجہ سے اس کے خیال میں یہ نفرت و انتشار کی چنگاریاں اڑتی ہیں) جبکہ متجدد ایک سیڑھی نیچے کھڑا رہ کر اس سارے فتنہ و فساد کا

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

سبب روایت پسند طبقات یا مولوی کو قرار دیتا ہے۔

ہم ملحد کا مسئلہ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ چونکہ کسی عقیدے کے احترام کا قائل نہیں ہے، بلکہ بالخصوص وہ اسلامی مقدسات کے حوالے سے توہین پر مبنی تحقیر کو اپنا حق جانتا ہے۔۔۔اس لیے وہ توہین اور گستاخی سے جڑے ہر مسئلے کو عقیدے کے احترام کی بجائے آزادی اظہار رائے کے تحت دیکھنے کا خواہاں رہتا ہے۔لیکن یہاں ہمارے دین بیزار نام نہاد روشن خیال مسلمانوں سے لے کر روایت دشمن متجدد حضرات تک سبھی ہر ہر معاملے میں مولوی کو نشانے پر رکھ لیتے ہیں۔یہ سب یہی سمجھتے ہیں کہ گویا ان تمام توہین آمیز گستاخیوں کا مسئلہ دراصل مولوی کا پیدا کردہ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ گستاخی اور توہین کا مسئلہ ہو یا فرقہ واریت اور شدت پسندی کے پھیلاؤ کا ان قسم کے تمام مذہب سے جڑے مسائل میں مولوی کو کلیتاً بری قرار ہرگز نہیں دیا جاسکتا۔

مگر اس سب کے باوجود اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ بہت سے سنجیدہ اہل علم خاص کر اس گستاخی اور توہین والے مسئلے کے حوالے سے نہایت مبنی بر احتیاط موقف اپناتے ہیں اور عام مولویوں، عوام الناس بلکہ ریاستی مقتدرہ کو بھی نہایت صائب اور مفید مشوروں سے نوازتے ہیں، بلکہ بنظر انصاف دیکھا جائے تو اہل سنت کے تینوں مکاتب فکر کے بڑے اور سنجیدہ اہل علم کبھی بھی عوامی جذباتیت کو سپورٹ کرتے ہیں نا ہی انہوں نے کبھی عوام کی جانب سے قانون ہاتھ میں لینے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

افسوس مگر اس بات کا ہے کہ ملحدین اور ان سے ایک سیڑھی نیچے موجود دین بیزار نام نہاد روشن خیال طبقات سے لے کر ہمارے اسلام پسند مگر مولوی بیزار عوام تک کبھی کسی نے ایسے سنجیدہ اہل علم حضرات کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔بلکہ ہمیشہ کسی جاہل متعصب اور فرقہ پرست مولوی کی بات کو اچھال کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ گویا سبھی مولوی اسی قسم کے متشدد ہیں۔

اہل سنت کے تینوں مکاتب فکر کے جید اہل علم حضرات کبھی بھی قانون کو ہاتھ میں لینے کی بات کرتے ہیں نا ہی انہوں نے کبھی گستاخی یا توہین کے نام پر کسی ماورائے قانون قتل کی حمایت کی ہے، مگر اس سب کے باوجود ہمارے متجدد حضرات اور دین بیزار طبقات ہر ایسے موقع پر گلا پھاڑ پھاڑ کر ان علماء کو دوش دینے لگ جاتے ہیں جو ہمیشہ سے ایسے مواقع پر آگ بجھانے اور عوام کو پر امن رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔یہ لوگ کیا چاہتے ہیں کہ پوری قوم جنونیوں کے ہاتھوں یرغمال بن جائے یا پھر لوگ مذہب اور اہل مذہب سے ایسی آندھی نفرت کرنے لگیں کہ کسی کی دستار اور پگڑی سلامت نا رہے۔متجددین حضرات کا یہ رویہ نا صرف دیانت کے خلاف ہے بلکہ یہ ایک طرح سے ان جنونی فرقہ پرست مولویوں کی تائید ہے جو نفرتوں اور تعصبات کے سوداگر ہیں۔

ملاحدہ، دین بیزار لبرلز اور متجددین کے بعد اس مسئلے سے جڑا تیسرا اہم ترین اور بنیادی طبقہ روایت پسندوں کا ہے۔ہمارے ان

روایتی طبقات میں دو طرح کے علماء موجود ہیں، ایک وہ جو سنجیدہ اور ثقہ اہل علم حضرات ہیں۔ یہ ہر بات کو ناپ تول کر اور پوری دیانت داری کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو جذباتی اور سطحی علم و دانش کے حامل ہیں، یہ لوگ قرآن و حدیث کے نام پر اپنی نفرتوں کا الاؤ دہکاتے ہیں اور اپنی کم علمی، کم فہمی اور سطحی دانش کے سبب خود دین کی روح اور مزاج سے جاہل ہوتے ہیں۔ بد قسمتی سے ہمارے ہاں پہلی قسم کے علماء کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

چنانچہ آج کے دور میں ایسے سنجیدہ، قابل اور دیانت دار اہل علم حضرات کی تلاش جو ہمہ قسمی تعصبات سے بالاتر ہو کر درست دلیل سے صحیح استدلال قائم کرتے ہوئے پوری دیانت سے حکم شریعت کو بیان کریں۔۔۔، ایسے علماء کی تلاش بلاشبہ بھوسے کے ڈھیر میں سوئی تلاش کرنے کی مانند ہے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اول تو قابل اور ثقہ اہل علم بہت کم ہوتے چلے جارہے ہیں دوسرا جو تھوڑے بہت باقی بچتے ہیں وہ اپنے علم کو مسلکی بندشوں، تعصبات اور نفسانی خواہشات سے آلودہ کر لیتے ہیں۔ یوں بنظر انصاف دیکھیے تو واقعتاً بہت کم ایسے ثقہ اہل علم حضرات بچتے ہیں جو قوم کی درست راہنمائی کر سکیں۔ اس کے برعکس دوسری جانب ایسے جہلاء، حمقاء اور سفہاء کا جم غفیر ہے جو علم سے کورا، دیانت سے عاری اور عقل سے تقریباً فارغ ہے۔ بد قسمتی سے یہی لوگ منابر و مساجد سنبھالے بیٹھے ہیں اور ان ہی کے دہکائے ہوئے نفرتوں کے الاؤ کی روشنی میں آج ہر کلمہ گو اپنے دوسرے مسلمان کلمہ گو بھائی کو اپنے حریف اور دشمن کے طور پر دیکھتا ہے۔

ان کے عشق رسول ﷺ کا اکلوتا معیار اب یہی ٹھہرا ہے کہ خود تو دین پر عمل کرنا نہیں، اپنے کاروبار شادی بیاہ اور زندگی بھر کے تمام معاملات اپنی مرضی سے کرنے ہیں۔۔۔، مگر جونہی کسی کلمہ گو کی زبان پھسل جائے اور وہ مذہبی مقدسات کے حوالے سے کوئی نامناسب جملہ کہہ بیٹھے تو فوراً سے پیشتر اپنا عشق محمدی ظاہر کرتے ہوئے اس مسلمان کیلئے "سر تن سے جدا" کے نعرے شروع کر دیتے ہیں۔ وہ مسکین مسلمان معافی مانگے تو اس کی معافی قبول نہیں ہو گی اور یوں اپنے ہی کلمہ گو بھائی کی جان کے درپے ہو کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کے سب سے بڑے بہی خواہ ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہے ہمارے عوام و خواص سبھی اس بات کا ادراک کریں کہ اگر ہم مذہبی جنونیت پر از خود کوئی قدغن نہیں لگائیں گے تو اس مذہبی جنونیت کی آڑ میں یہاں خود مذہب سے نفرت کا بیوپار شروع ہو جائے گا۔ (بلکہ سچ پوچھیے تو یہ بیوپار اب یہاں نہایت زور و شور سے ہو چکا ہے۔) ایسے میں قومی زعماء، مشاہیر، دانشوران ملت اور سنجیدہ اہل علم حضرات کا فریضہ بنتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور مذہبی جنونیوں سے یکسر بے زاری کا اعلان کریں اور اس نازک ترین مسئلہ کے حوالے سے قوم کی درست راہنمائی کرتے ہوئے توہین اور گستاخی کے قضیے کو پوری دیانت داری اور سمجھداری کے ساتھ حل کریں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

## مغربی استعمار کی مذہبی مقدسات کی توہین

جدید دور میں بھی، مغربی استعمار کی جانب سے مذہبی مقدسات کے خلاف کی جانے والی وحشیانہ جرائم صرف وسطی دور کے ظلم و ستم تک محدود نہیں رہے، بلکہ ان کا تسلسل مغربی استعمار کی مہمات کے دوران بھی جاری رہا، حتی کہ عصر حاضر کے دور میں بھی:

ناپولین بوناپارٹ [1769–1821 عیسوی] کے مصر پر حملے کے دوران [1213 ہجری–1798 عیسوی]، ان کی فوج نے جامع الأزہر کو حملے کا نشانہ بنایا، جو اسلامی دنیا کے قدیم ترین مساجد اور جامعات میں سے ہے، اور جسے مسلمانوں نے ہمیشہ 'شریف' کے لقب سے یاد کیا ہے، جیسے کہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، اور قدس شریف۔ ناپولین کی فرانسیسی افواج نے جامع الأزہر میں تباہی مچائی، یہاں تک کہ قتل، لوٹ مار، اور قرآن مجید اور حدیث کی کتابوں کی توہین کی، اور یہاں تک کہ پیشاب، پاخانہ، اور نشہ آور مواد بھی استعمال کیا۔

اس دور کے مورخ عبدالرحمن الجبرتی [1167–1237 ہجری / 1754–1822 عیسوی] نے اس جرم کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا:

وہ بھیڑیے جامع الأزہر میں داخل ہوئے، گھوڑوں پر سوار، اور پیادے اپنے جوتوں میں چلتے ہوئے، اور انہوں نے جامع کے صحن اور مقصورات میں پھیل گئے، اپنے گھوڑے قبلہ کے قریب باندھ دیے، اور اندرونی جگہوں پر فساد کیا، چراغوں کو توڑا، طلباء اور مقیمین کے سامان، برتن، اور ذخائر کو لوٹا، اور کتابوں اور قرآن مجید کو بکھیر دیا، زمین پر پھینک دیا، اور اپنے پاؤں اور جوتوں سے دبا دیا، اور یہاں تک کہ مسجد الأزہر میں، انہوں نے گندگی پھیلائی، پیشاب، پاخانہ کیا، شراب پی، برتن توڑے، اور انہیں صحن اور اطراف میں پھینک دیا۔ جو کوئی بھی ان کے راستے میں آیا، اسے برا بھلا کہا، اور کچھ لوگوں کو جو ملے، ان کو ذبح کیا اور قتل کر دیا۔ انہوں نے جامع الأزہر کے ساتھ ایسا سلوک کیا جو ان کی جانب سے متوقع تھا، کیونکہ وہ مذہب کے دشمن، غالب، مسلط، اور متعصب تھے۔ انہوں نے اس رات 'شیطان کی فوج' کو آزادی دی، جبکہ 'رحمن کی فوج' کو دبایا۔[1]

یہ فرانس کی فوج تھی جو آزادی، برابری، اور بھائی چارے کے نعروں کے تحت اسلامی عبادت گاہوں اور جامعات کی توہین کر رہی تھی۔ عبدالرحمن الجبرتی نے درست طور پر کہا کہ یہ فوج 'شیطان کی فوج' تھی جو 'رحمن کی فوج' کی جگہ آئی۔

اگرچہ مصر کے عوام کی مزاحمت نے ناپولین بوناپارٹ کو راتوں رات مصر چھوڑنے پر مجبور کیا، جس کا قبضہ صرف دو سال سے کچھ زیادہ رہا، لیکن الجزائر پر فرانسیسی استعمار نے صدی سے زیادہ عرصے تک مسلمانوں کی مساجد کو گرجا گھروں، بارز، اور شراب

[1] (الجبرتي : مظهر التقديس بزوال دولة الفرنسيس ] ص ٧٢. تحقيق : د. عبد الرحيم عبدالرحمن عبد الرحيم – طبعة القاهرة سنة ١٩٩٨م .)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

خانوں میں تبدیل کیا۔ اس عار کو الجزائر کے عوام نے کئی دہائیوں کی جدوجہد کے بعد دور کیا، اور اپنے مقدس مقامات کو دوبارہ اللہ کے گھر میں تبدیل کیا۔

اور اگرچہ فرانسیسی کارڈینلز نے 1930 عیسوی میں اعلان کیا کہ الجزائر میں ہلال کا دور ختم ہو گیا ہے اور صلیب کا دور شروع ہو گیا ہے، الجزائر کے عوام نے اپنے مساجد کو دوبارہ آزاد کرایا اور اذان کی آواز کو بلند کیا۔

یہی ظلم و ستم کی کہانی ہے جو مغربی استعمار نے جدید دور میں بھی جاری رکھی، اور یہ بدتمیزی اور دہشت گردی آج بھی مغربی استعمار کی پالیسیوں کا حصہ ہے۔[1]

دسمبر 11، 1919ء کو جامع الأزہر پر انگریزی فوجوں کا حملہ ہوا۔ اس دن، جب فوجی اپنے بوٹوں اور اسلحے کے ساتھ جامع میں داخل ہوئے، تو انہوں نے مظاہرین کا تعاقب کیا اور وہاں موجود لوگوں پر تشدد کیا۔ جامع میں افراتفری مچ گئی، فوجیوں نے انتظامی دفاتر پر دھاوا بولا، دروازے توڑنے کی کوشش کی، اور اندر اور باہر ایک بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا۔

اس وقت کے مصری قومی مورخ عبدالرحمن الرافعی نے اس واقعے کی مذمت کی اور بتایا کہ یہ ایک ناپسندیدہ حرکت تھی جو ایک مقدس اسلامی ادارے، جو مختلف علاقوں سے طلباء کی علمی ضروریات کو پورا کرتا تھا، کے خلاف تھی۔ اس ظلم کی مخالفت میں ایک سو سے زیادہ مشہور علماء نے احتجاج کیا۔[2]

مغربی استعمار کی طرف سے اسلامی مقدسات کی توہین کی یہ داستان یہاں تک محدود نہیں ہے۔ حالیہ تاریخ میں، اکتوبر نومبر 2004ء کے دوران امریکی فوجوں کی عراقی شہر الفالوجہ پر حملے کے دوران، جس کی آبادی تین لاکھ کے قریب تھی اور جو ایک بڑے گاؤں کی طرح تھا، امریکہ نے زیادہ تر مساجد کو تباہ کر دیا۔ اس حملے میں، امریکی فوج نے جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف کارروائیوں کا ارتکاب کیا، جیسے قیدیوں کا قتل، زخمیوں کا قتل، اور خواتین، بزرگوں، اور بچوں کا قتل جو ان مساجد میں پناہ لے کر اس تباہ کن اور بین الاقوامی طور پر ممنوعہ ہتھیاروں سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ان مساجد الفالوجہ، جو امریکی فوجوں کے حملے میں مکمل یا جزوی طور پر تباہ ہو گئیں، ان میں سے کچھ کو فوجی چھاؤنیوں میں تبدیل کر دیا گیا جہاں فوجی فساد مچاتے رہے! اور کچھ کو مٹی کے ساتھ برابر کر دیا گیا، ان میں شامل ہیں: جامع ابو ایوب، جامع الشیخ زامل،

[1] (عبد الرحمن الرافعي : ثورة سنة ١٩١٩ م ج ١ ص ١٧٥ – طبعة دار الشعب القاهرة)
[2] (عبد الرحمن الرافعي : ثورة سنة ١٩١٩ م ج ١ ص ١٧٥ – طبعة دار الشعب القاهرة)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

مسجد الفردوس، مسجد البراءۃ والھدایۃ، مسجد الحاج نزال، جامع الخلفاء، جامع المدلل، مسجد الحسن والحسین، جامع معاویہ، جامع حسین شلش، مسجد ابو عبیدہ، مسجد الراوی، اور مسجد الضاحی۔[1]

انہوں نے الفالوجہ کی بیشتر مساجد کو تباہ کر دیا ۴۰ مساجد۔ اور یہ سب اسلامی مقدسات پر مغربی توہین و جارحیت کی تازہ ترین داستان ہے۔ اس سے پہلے الفالوجہ کی مساجد کے ساتھ، سینا علی رضی اللہ عنہ کے مزار، اور بغداد میں امام ابو حنیفہ النعمان [80–150ھ / 699–767م] کی مسجد پر بھی حملہ ہوا تھا، نیز عراقی تاریخ کے بڑے اور مشہور مقدسات پر بھی۔

کیا یہ امریکی شرم و عار کا باب عراقی مقدسات کے خلاف اس تاریخ کا آخری باب تھا؟ لگتا ہے کہ الفالوجہ میں امریکی و مغربی شرم و عار کا باب آخری نہیں ہے۔ امریکی جریدہ نیوز ویک نے 9 مئی 2005ء کو رپورٹ کیا کہ امریکی تفتیش کاروں نے جیل گوانتاناموبے میں قرآن مجید کی نسخوں کو ٹوائلٹوں میں رکھا، جیسے کہ یہ مسلم قیدیوں پر تشدد کا حصہ تھا، یہ بوناپارٹ کے فوجیوں کی افعال سے بھی بڑھ کر تھا۔ اس سب کے باوجود، مغربی ضمیر خاموش رہا اسلامی مقدسات کی پامالی کے معاملے میں، خاص طور پر جب وہ مقدسات اسلامی اور مسلمانوں سے متعلق ہوں؟

صہیونیت کی طرف سے فلسطین کے اسلامی مقدسات پر کیے گئے حالیہ توہین کے ابواب بھی ایک الگ بحث کے محتاج ہیں، جو صہیونیت اور صلیبی مغرب کے اس بے حس رویے کو واضح کرتے ہیں۔

[1] (صحيفة [العالم الإسلامي ،مكة المكرمة العدد ١٨٦٧ في ١٦ شوال سنة ١٤٢٥هـ / ٢٩ نوفمبر سنة ٢٠٠٤ م .)